* جناب اختر راہی۔ ایم۔ اے

مولانا محمد عبد اللہ گنگوہی

مولف "تیسیر المنطق"

مولانا عبد اللہؒ، گنگوہ ضلع سہارنپور کے رہنے والے تھے۔ مکتبی تعلیم کے بعد انگریزی مدرسہ میں پڑھ رہے تھے کہ ان کا تعارف مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی (م ۱۳۳۴ھ) سے ہوا۔ جو ان کے محلہ کی مسجد کے ایک حجرے میں رہائش رکھتے تھے۔ مولانا کاندھلوی نے ان کی پابندی نماز سے اور مسجد سے تعلق کو دیکھتے ہوئے انہیں عربی تعلیم کا شوق دلایا چنانچہ انہوں نے مولانا کاندھلوی سے "میزان الصرف" کا سبق لینا شروع کر دیا۔ یہی اسباق ان کے عالم فاضل بننے کا نقطۂ آغاز ثابت ہوئے۔ چنانچہ انگریزی مدرسہ کی تعلیم رک گئی اور وہ علوم اسلامیہ میں آگے ہی آگے بڑھتے گئے۔

کتب متداولہ کی تحصیل کے بعد مدرسہ امدادیہ تھانہ بھون میں تدریس کے فرائض انجام دینے لگے۔ مدرسہ امدادیہ کے زمانۂ ملازمت میں انہوں نے مولانا اشرف علی تھانویؒ سے علمی و دینی استفادہ کیا۔ مولانا تھانوی مثنوی معنوی کا درس دیتے تھے جس میں مولانا گنگوہی باقاعدگی سے شریک ہوتے تھے۔

کچھ عرصہ مدرسہ امدادیہ میں مدرس رہ کر ۲۷ شوال ۱۳۲۷ھ / ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۹ء کو مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور سے وابستہ ہو گئے۔ تقریباً پونے دو سال وہاں فرائض تدریس انجام دے کر جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء کو بیماری اور ضعف طبیعت کی بنیاد پہ مستعفی ہو گئے۔ ان کے قائم مقام مولانا ظفر احمد تھانوی (م ۱۳۹۴ھ) ہوئے جو ان کے خصوصی شاگردوں میں سے تھے۔

مولانا عبد اللہؒ کو اپنے استاد گرامی مولانا محمد یحییٰ سے بڑی محبت تھی چنانچہ مدرسہ مظاہر العلوم سے علیحدگی کے بعد کاندھلہ چلے گئے۔ اور وہیں "مدرسہ عربیہ" سے منسلک رہے۔ آخر ۱۵ رجب ۱۳۳۹ھ / ۲۶ مارچ ۱۹۲۱ء کو کاندھلہ میں فوت ہوئے اور وہیں دفنائے گئے۔

مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھی نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ

" مولوی محمد یحیٰ کی وفات کے بعد اپنے استاذ زادہ مولوی محمد زکریا صاحب سے مولوی صاحب کو محبت بڑھ گئی تھی اور باوجود عمر میں بڑے ہونے کے ان کا احترام فرمانے لگے تھے۔ ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ مولوی زکریا صاحب میں نے ایک خواب دیکھا ہے اس کی تعبیر بتاؤ۔ خواب یہ ہے کہ آسمان سے ایک بڑا انار گرا اور زمین پر گرتے ہی اس کے سب دانے جدا جدا ہو گئے۔ مولانا محمد یحیٰ صاحب تشریف رکھتے ہیں اور فرما رہے ہیں۔ بھائی اس انار میں ایک دانہ میرا بھی ہے۔ یہ خواب سنا کر تعبیر کا تقاضا کیا۔ اور جب مولوی زکریا صاحب نے ہر بار یہی جواب دیا کہ مجھے تعبیر دینا نہیں آتی۔ تو فرمایا اچھا میں تعبیر بتاؤں۔ کہ وہ دانہ میں ہوں اور میں تو آخر مولوی صاحب کا ہوں ہی۔ اور یہ بشارت ہے میری موت اور پھر مغفرت کی۔ چنانچہ چند ماہ بعد اسی سال مولانا کا وصال ہو گیا"

مولانا عبداللہ گنگوہی نے مولانا رشید احمد گنگوہی کے ہاتھ پر بیعت طریقت کی تھی۔ ان کی رحلت کے بعد تجدید بیعت مولانا خلیل احمد مہاجر مدنی (م ۱۳۴۶ھ) کے ہاتھ پر کی۔ مولانا مدنی نے ۱۳۲۷ھ ۱۹۰۹ء میں انہیں اجازت بیعت سے سرفراز کیا۔

مولانا عبداللہ گنگوہی بڑے کامیاب مدرس تھے۔ ان سے سینکڑوں افراد نے استفادہ کیا۔ ان کے نامور شاگردوں میں مولانا شبیر علی (برادر زادہ مولانا تھانوی) مولانا ظفر احمد تھانوی اور مولانا محمد ادریس کاندھلوی شامل ہیں۔

مولانا گنگوہی کی تدریس کے بارے میں مولانا ظفر احمد تھانوی نے لکھا ہے:۔

" مولانا پڑھاتے کم تھے۔ اجرائے قواعد زیادہ کراتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ نحو میر پڑھنے کے زمانہ میں ایک دوست کو میں نے خط لکھا تو اس میں ایک عربی شعر بھی خود بنا کر لکھا تھا۔

اَنَا مَا رَاَیْتُكَ مِنْ زَمَنْ   فَازْدَادَ فِیْ قَلْبِی الشَّجَنْ

حضرت حکیم الامت (مولانا تھانویؒ) نے یہ خط دیکھ لیا تو ایک طمانچہ رسید کیا کہ ابھی سے شاعری؟ مگر استاد سے فرمایا کہ میں نے ظفر کو سزا تو دی کہ یہ وقت شعر و شاعری کا نہیں مگر آپ کے طرز تعلیم سے خوشی ہوئی کہ نحو میر پڑھنے کے زمانے میں اسے صحیح عربی لکھنا آگئی۔"

مولانا عبداللہ گنگوہی صاحب قلم بھی تھے۔ ان سے حسب ذیل تالیفات یادگار ہیں:۔

۱۔ اکمال الشیم

شیخ احمد بن محمد بن عبدالکریم بن عطاء اللہ (م ۷۰۹ھ) نے ایک کتاب "الحکم" کے نام سے لکھی "الحکم" کے مضامین ابواب میں منقسم نہ تھے شیخ علی متقی (م ۹۷۵ھ) نے اسے مرتب کیا۔ اور "تبویب الحکم" نام رکھا۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ مولانا خلیل احمد مہاجر مدنی نے کیا۔ اور اس کا نام "اتمام النعم" رکھا۔ اسی اردو ترجمہ "اتمام النعم"

(باقی ص ۵۲ پر)